MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ابن ابو طالب

آپ کا سلسلہ نسب و کنیت:۔

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے علی ابن ابی طالب المعروف بہ عبد مناف۔ بن عبد المطلب معروف بہ شیبہ بن ہاشم المعروف بہ عمر بن عبد مناف المعروف بہ مغیرہ بن قصیٰ المعروف بہ زید بن کلاب بن مرہ بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ'

آپ کی کنیت ابو الحسن تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کنیت ابو تراب فرمائی تھی' آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا اور آپ ہی پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنھوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور رشتہ مواخات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں۔ (اس کے علاوہ بھی آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر عم زاد تھے)۔ آپ عالم ربانی' مشہور شجاع' بے بدل زاہد اور زبردست خطیب تھے' آپ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے قرآن شریف جمع کرکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا' آپ بنی ہاشم میں سب سے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ اسلام میں قدیم ہیں بلکہ ابن عباس' حضرت انس' زید بن ارقم اور سلمان فارسی (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس پر متفق ہیں کہ اول آپ ہی اسلام لائے اور بعض کا اس پر اجماع بھی ہے۔

ابویعلی خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو شنبہ کے روز مبعوث ہوئے اور دوسرے دن سہ شنبہ کو میں مسلمان ہوا' جس وقت آپ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر شریف دس سال تھی بلکہ بقول بعض نو سال اور بعض آٹھ سال اور کچھ اس سے بھی کم بتاتے ہیں۔ حسن بن زید کہتے ہیں کہ آپ نے صغر سنی میں بھی کبھی بت پرستی نہیں کی۔ (ابن سعد)

جس روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا ارادہ فرمایا تو آپ نے حکم دیا کہ تم میرے بعد چند روز تک مکہ معظمہ میں مزید قیام کرنا اور جو امانتیں اور وصیتیں لوگوں کی ہمارے پاس ہیں۔ ان کے مالکوں اور صاحبوں کو پہنچا دینا۔ چنانچہ آپ نے اس حکم کی پوری پوری تعمیل کی۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

آپ تمام غزوات میں سوائے غزوہ تبوک کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے' غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنا خلیفہ بناکر مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تھا' تمام غزوات اور دوسری جنگوں میں آپ سے بہادرانہ کارنامے اور دلاورانہ کمالات مشہور ہیں۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جنگ احد میں آپ کے سولہ زخم آئے تھے۔ بخاریؒ اور مسلمؒ نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ جنگ خیبر میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم مرحمت فرمایا تھا۔ اور یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ پر فتح ہوگا۔ آپ کی شجاعت کے کارنامے اور قوت بازو کے شاندار نتائج مشہور و معروف ہیں آپ کے جسم فربہ تھے' خود کے استعمال کی وجہ سے آپ کے سر کے بال اڑے ہوئے تھے۔ آپ میانہ قد مائل بہ پستی قوی تھے۔ آپ کا پیٹ تناسب اعضا کے اعتبار سے کسی قدر بھاری تھا۔ آپ کی ریش مبارک دراز تھی' مونڈھوں کے درمیان کا گوشت بھرا ہوا تھا۔ پیٹ سے نیچے کا جسم بھاری تھا۔ رنگ گندمی تھا۔ تمام جسم پر لمبے لمبے بال تھے۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جنگ خیبر میں آپ نے اپنی پیٹھ پر خیبر کا درواز اٹھالیا تھا اور مسلمان اس دروازے پر چڑھ چڑھ کر قلعہ کے اندر داخل ہوگئے تھے اور خیبر کو فتح کرلیا تھا اس کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا۔ جب اس دروازے کو گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈال جانے لگا تو چالیس افراد نے اس کو اٹھایا تھا۔ (ابن عساکر)

ابن اسحاق نے مغازی میں' ابن عساکر نے ابی رافع سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ' نے جنگ خیبر میں قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر بہت دیر تک اپنے ہاتھوں پر رکھا اور اس سے ڈھال کا کام لیا جس وقت قلعہ فتح ہوگیا تو اس دروازے کو آپ نے پھینک دیا' جنگ سے فراغت کے بعد ہم اسی افراد نے مل کر اسے ہلانا چاہا لیکن وہ نہیں ملا۔

بخاریؒ نے ادب میں سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ' کو اپنا نام (کنیت) ابو تراب بہت پسند تھی اور جب کوئی آپ کو اس نام سے پکارتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے۔ اور آپ کی اس مسرت کا سبب یہ تھا کہ یہ کنیت آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عنایت ہوئی تھی اس کنیت کے رکھنے کا موجب یہ ہوا کہ آپ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی بات پر ناراض ہوکر مسجد میں آکر لیٹ گئے تھے اور آپ کے بدن پر کچھ مٹی لگ گئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بلانے بہ نفس نفیس مسجد میں

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

تشریف لائے، آپ کے بدن سے مٹی جھاڑتے ہوئے حضور ﷺ فرمانے لگے اے ابو تراب (مٹی کے باپ) اٹھو! (اسی روز سے آپ کا لقب یا کنیت ابو تراب مشہور ہوگئی۔)

آپ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سو چھیاسی احادیث مروی ہیں آپ سے روایت کرنے والے آپ کے تینوں صاحبزادے حضرت حسن اور حسین، محمد ابن حنیفہ، ابن مسعود، ابن عمر، ابن عباس، ابن زبیر، ابو موسیٰ، ابو سعید، زید بن ارقم، جابر بن عبداللہ، ابو امامہ، ابو ہریرہ، (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور دیگر صحابہ کرام اور تابعین حضرات ہیں۔

احادیث نبوی بہ سلسلہ فضیلت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام احمدؒ فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں کسی اور صحابی کی فضیلت میں وارد نہیں ہوئی ہیں۔ (حاکم)

بخاری اور مسلم میں حضرت سعد ابن وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں جب آپ کو مدینہ منورہ میں رہنے کا حکم دیا (اور دیگر مجاہدین کے ساتھ نہیں لیا) تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے یہاں بچوں اور عورتوں پر اپنا خلیفہ بناکر چھوڑے جاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ میں تمھیں اس طرح چھوڑے جاتا ہوں جس طرح موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ گئے تھے بس فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (اس حدیث کو احمد، بزارؒ اور دیگر صحابہ کرام نے روایت کیا ہے)۔

بخاریؒ اور مسلمؒ نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ جنگ خیبر کے زمانے میں ایک روز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل پرچم اسلامی اس شخص کے حوالہ کروں گا جس کے ہاتھ سے انشاء اللہ خیبر فتح ہو جائے گا۔ وہ شخص اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول بھی اس سے راضی ہے۔' رات کو لوگ بہت دیر تک اس بات پر غور و خوض کرتے رہے کہ دیکھئے کل صبح کس کو علم عنایت ہو صبح ہوئی تو ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہر ایک کے دل میں یہی خواہش موجزن تھی کہ شاید یہ فخر مجھے حاصل ہو جائے۔ جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمع ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہاں ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا کہ وہ

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

آشوب چشم میں مبتلا ہیں اس وجہ سے حاضر خدمت نہیں ہوئے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نھیں فوراً" بلالو۔ جس وقت آپ تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن (شریف) لگا دیا جس سے آپ کی آنکھیں فوراً" اچھی ہوگئیں، (اور پھر تازیست دکھنے نہیں آئیں) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے علم لشکر آپ ہی کو مرحمت فرمایا اور ہم سب غور و خوض کرتے ہی رہ گئے۔ (طبرانی نے اس حدیث کو متعدد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے)۔

صحیح مسلم میں سعد بن وقاص سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت (مباہلہ) نازل ہوئی فدع ابناء نا وابناء کم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر دعا کی الٰہی یہ میرے کنبہ کے لوگ ہیں۔

ترمذیؒ نے ابو سریحہ اور زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کا میں صاحب (مولا) ہوں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے صاحب (مولا) ہیں۔ (اس حدیث کو احمد اور طبرانی نے بھی لکھا ہے) بعض راویوں کا کہنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ الٰہی جو شخص علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت رکھ اور جو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھے تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

احمدؒ نے ابو الطفیل سے روایت کی ہے کہ ایک بار حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک وسیع مقام پر لوگوں کو جمع کرکے فرمایا کہ میں تم سے قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ بتاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم غدیر خم کے موقع پر میری نسبت کیا ارشاد فرمایا تھا۔ اس مجمع سے تیس آدمی کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہمارے سامنے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا "میں جس کا مولا ہوں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس کے مولا ہیں، الٰہی! علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو محبت رکھے اس سے تو بھی محبت فرما اور جو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھے اس سے تو بھی دشمنی رکھنا"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کا حکم:۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

ترمذیؒ اور حاکمؒ نے بریدہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا ہے اور مجھے یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت رکھتا ہے۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ہمیں ان کے نام بتا دیجئے، آپ نے ارشاد فرمایا ان میں سے ایک علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ باقی تین حضرات کے سلسلہ میں کہا جاتا ہے کہ وہ تین حضرات یہ ہیں:۔ حضرت ابوذر، حضرت مقداد اور حضرت سلمان فارسی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

ترمذیؒ۔ نسائیؒ اور ابن ماجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حبشی بن خبادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ہیں اور میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوں"

ترمذی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین رشتہ مواخات قائم کرایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچشم گریاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ آپ نے تمام صحابہ کے درمیان رشتہ مواخات قائم فرمایا (ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا) مگر میں یوں ہی رہ گیا (آپ نے مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

مومن اور منافق کی پہچان:۔

مسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا "مجھے اس ذات کی قسم جس نے دانہ اگایا اور جان پیدا کی کہ مجھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن تم سے محبت رکھے گا اور منافق بغض رکھے گا۔ ترمذی نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ ہم منافق کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض سے پہچان لیا کرتے تھے'

طبرانی اور البزارؒ حضرت جابر بن عبداللہ سے اور ترمذیؒ و حاکمؒ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کا دروازہ ہیں"۔ (یہ حدیث حسن ہے اور جنھوں نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے انھوں نے غلطی کی ہے)۔

حاکمؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی جانب (قاضی بناکر) بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ میں تو ابھی الھڑ جوان ہوں، ناتجربہ کار جو معاملات طے کرنا نہیں جانتا۔ اور آپ مجھے یمن بھیجتے ہیں یہ سن کر آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور پھر فرمایا "الٰہی! اس کے قلب کو روشن فرمادے۔ اس کی زبان کو تاثیر عطا فرمادے"، قسم ہے اس خدا کی جس کے حکم سے بیجوں سے درخت پیدا ہوتے ہیں کہ اس دعا کے بعد سے پھر کبھی مجھے کسی مقدمہ کے تصفیہ میں کوئی دغدغہ اور تردد پیدا نہیں ہوا، بغیر شک و شبہ کے میں نے ہر مقدمہ میں درست فیصلہ دیا۔

اقوال صحابہ کرام:۔

ابن سعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ آپ زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں! میں نے ان کو جواب دیا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ جب کبھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دریافت کرتا تھا تو آپ مجھے خوب اچھی طرح سمجھایا کرتے تھے اور جب میں چپ رہتا تھا (خود کچھ نہیں پوچھتا تھا) تو آپ خود ہی بتلایا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے (قاضی) ہیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں کہا کرتے تھے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم اہل مدینہ میں سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔

ابن سعد حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بھی ہم نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی مسئلہ کو دریافت کیا تو ہمیشہ درست جواب ان سے پایا۔

سعید ابن مسیب سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب کوئی مشکل قضیہ آتا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوتے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگا کرتے تھے (تعوذ پڑھا کرتے تھے) کہ کہیں قضیہ غلط طے نہ ہو جائے۔ سعید بن مسیب یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سوائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور کوئی یہ کہنے والا نہیں تھا کہ جو کچھ پوچھنا

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

ہو مجھ سے پوچھ لو!

ابن عساکرؒ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں فصل قضایا (مقدمات کے فیصل کرنے) اور علم فرائض میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی طالب سے زیادہ علم رکھنے والا کوئی اور نہیں تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب ان کے سامنے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم سنت کا جاننے والا کوئی اور نہیں ہے۔

مسروق کہتے ہیں کہ اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اب حضرت علی، حضرت عمر، حضرت ابن مسعود اور عبداللہ بن عمر (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) تک محدود رہ گیا ہے۔

عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں علم کی قوت، ارادے کی پختگی، مضبوطی اور استقلال موجود تھا، خاندان بھر میں آپ کی بہادری مشہور تھی، آپ پہلے اسلام لائے، آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تھے، احکام فقہ و سنت میں ماہر تھے، جنگی شجاعت اور مال و دولت کی بخشش میں سب سے ممتاز تھے۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہو! میں اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہی درخت سے ہیں۔

طبرانی اور ابن حاتم حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جس جگہ قرآن شریف میں یا ایھا الذین امنو ہے وہاں سمجھنا چاہیے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے امیرو شریف ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں چند مقامات پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عتاب فرمایا ہے، مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہر جگہ خیر کے ساتھ ہے۔

ابن عساکر حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو کچھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوا وہ کسی کی شان میں نازل نہیں ہوا۔ ابن عساکر نے حضرت ابن عباس ہی سے اس کو بھی روایت کیا ہے کہ آپ کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئی ہیں۔

البزارؒ نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس مسجد میں سوائے میرے اور تمہارے کسی کے لئے جنبی ہونا

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

حلال ہونا ہے۔ (جنبی ہونے کی صورت میں اس مسجد میں داخل ہونا میرے اور تمہارے سوا کسی کے لئے حلال نہیں ہے)

طبرانی، ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں ہوتے تھے تو سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کے کسی کی مجال نہیں تھی کہ آپ سے گفتگو کر سکے۔

طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

"حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھنا بھی ایک قسم کی عبادت ہے۔" (اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں)۔ طبرانی نے اپنی اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ایسی اٹھارہ صفات ہیں جو اور کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نہیں ہیں۔

ابویعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن خطاب نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین فضیلتیں ایسی ملی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی مل جاتی تو میرے نزدیک وہ تمام دنیا سے زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے دریافت کیا وہ فضائل کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی صاحبزادی (حضرت) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کیا۔ دوم آپ نے ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ ان کو وہاں حلال ہے مجھے حلال نہیں ہے۔ تیسرے جنگ خیبر میں علم ان کو عطا فرمایا،

ابو یعلی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ان دن سے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری آنکھوں میں لعاب دہن مبارک لگایا تھا اور مجھے علم مرحمت فرمایا تھا نہ میری آنکھیں دکھنے آئیں اور نہ میرے سر میں درد ہوا۔

ابویعلی اور البزار نے سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن وقاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذیت دی اس نے خود مجھے اذیت دی۔

طبرانیؒ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب رکھا اس نے مجھے محبوب رکھا اس نے گویا اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھا۔ اور جس نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دشمنی رکھی گویا اس نے مجھ

سے دشمنی رکھی اس نے گویا اللہ سے دشمنی رکھی۔

احمد ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس نے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا کہا اس نے مجھے برا کہا۔

احمدؒ اور حاکمؒ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن شریف کی تاویل پر اس طرح جھگڑتے ہو جس طرح میں تنزیل قرآنی پر کفار سے جھگڑتا تھا۔

البزارؒ، حاکم اور ابویعلیٰؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ تمھاری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے ان سے یہاں تک بغض و عداوت کی کہ ان کی (معصومہ) ماں پر بہتان لگایا اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی تو اتنی کی جس کے وہ لائق نہ تھے۔ یاد رکھو دو چیزیں انسان کو تباہ و برباد کر دیتی ہیں ۔ ایک تو اتنی محبت کہ وہ محبوب میں وہ باتیں سمجھنے لگے جو حقیقت میں اس میں موجود نہ ہو' دوسرے اس قدر شدید بغض و عداوت کہ برا کہتے تہمت لگانے سے بھی نہ چوکے۔

طبرانی نے اوسط اور صغیر میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد خود سنا ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہے۔ یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد مجھ سے کوثر پر پھر مل جائیں گے۔

احمدؒ اور حاکمؒ نے بسند صحیح عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن یاسر سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم صل اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ دو شخص سب سے زیادہ شقی ہیں ایک تو آل ثمود جنھوں نے صالحؑ پیغمبر کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں' دوسرے وہ شخص جو تمھارے سر پر تلوار مارے گا اور تمھاری داڑھی خون میں تربتر ہو جائی گی۔

حاکم نے ابو سعید حزری کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ چند لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ شکایت پیش کی تو آپ نے فورا" ایک خطبہ فرمایا اور کہا کہ لوگوں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت ہرگز نہ کرنا۔ وہ خداوند تعالیٰ کے راستے میں اور اس کے معاملات میں بہت ہی سخت گیر ہیں۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سوائے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب نے بیعت کرلی۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ ہوتے ہوئے بصرہ پہنچے اور یہاں پہنچ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی تو آپ بھی عراق تشریف لے گئے۔ بصرہ راستے ہی میں پڑتا تھا یہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آمنا سامنا ہوا اور یہاں جنگ ہوئی۔ یہ لڑائی جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے۔ اس جنگ میں حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے۔ ان کے علاوہ طرفین کے تیرہ ہزار مسلمان کام آگئے۔ یہ واقعہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں پیش آیا۔ بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پندرہ روز قیام کیا اور پھر کوفہ تشریف لے گئے۔

جنگ صفین:۔

آپ کے کوفہ پہنچنے کے بعد آپ پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خروج کردیا ان کے ساتھ شامی لشکر تھا کوفہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بڑھے اور صفین کے مقام پر ماہ صفر ۳۷ھ میں خوب معرکہ آرائی ہوئی اور لڑائی کا یہ سلسلہ کئی روز تک جاری رہا آخر کار حضرت عمرو بن العاص کے غور و فکر کرنے کے بعد شامیوں نے قرآن شریف نیزوں پر بلند کردیئے، لوگوں نے اس صورت میں لڑائی سے ہاتھ اٹھالیا (جنگ موقوف کردی)۔ طرفین سے صلح کے لئے ایک ایک شخص بطور حکم مقرر ہوا۔ حضرت معاویہؓ کی طرف سے عمرو بن العاص اور حضرت

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے ابوموسیٰ اشعری حکم مقرر ہوئے دونوں حضرات نے ایک معاہدہ تحریر کیا کہ آئندہ سال مقام ارزح میں جمع ہوکر اصلاح امت کے بارے میں گفتگو کی جائے گی' اس معاہدے کے بعد طرفین کے لوگ اپنے اپنے مقام کو واپس ہوگئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کو اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ واپس چلے گئے۔

خوارج کا ظہور:۔

جب آپ کوفہ واپس آگئے تو اک جماعت (خوارج) آپ کا ساتھ چھوڑ کر الگ ہوگئی اور انھوں نے خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انکار کرکے لا حکم الا اللّٰہ (سوائے اللہ کے کسی کا حکم نہیں ہے) کا نعرہ بلند کیا اور موضع بحرورا میں انھوں نے اپنا لشکر بنالیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معرکہ آرائی کا ارادہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی سرکوبی کے لئے حضرت ابن عباس کی سرکردگی میں لشکر روانہ کیا۔ طرفین میں جنگ ہوئی۔ لڑائی کے بعد کچھ لوگ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں شامل ہوگئے اور کچھ اپنے عقیدے پر جمے رہے اور مقابلہ سے بھاگ کر نہروان چلے گئے اور وہاں پہنچ کر انھوں نے لوٹ مار اور ڈاکہ زنی شروع کردی آخر کار حضرت علی رضی اللہ عنہ نہروان پہنچے اور ان سب کو تہ تیغ کر ڈالا اور اس موقع پر ذوالثدیہ بھی مارا گیا خوارج سے یہ جنگ ۳۸ھ میں ہوئی۔

ازرح میں اجتماع اور حکم کا فیصلہ:۔

اس سال (۳۸ھ) سابقہ معاہدہ کے بموجب سعد ابن ابی وقاص' ابو موسیٰ اشعری اور دیگر صحابہ کرام مقام ازرح میں جمع ہوئے' عمرو بن العاص اپنی چرب زبانی' اور زور بیان سے ابوموسیٰ اشعری پر چھا گئے اور ابو موسیٰ اشعری نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے معزول کر دیا اور حضرت عمرو بن العاص نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت پر فائز کرکے ان سے خلافت پر بیعت کرلی' اس فیصلے سے لوگوں میں سخت اختلاف پیدا ہوگیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سے لوگوں نے بدستور خلافت پر قائم رکھا۔ (آپ ہی کو خلیفہ تسلیم کیا) اور بہت سے لوگ آپ سے کٹ گئے' حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کے

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

بعد بعض اوقات اپنی انگلیاں چبانے لگتے اور کہتے میں نے نامناسب کام کیا مجھے معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت کرلینا چاہیے تھی۔

خوارج کی سازش قتل:۔

گروہ خوارج کے یہ تین افراد یعنی عبد الرحمن بن ملجم المراوی۔ برک بن عبداللہ التمیمی اور عمرو بن بکیر التمیمی مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے اور آپس میں یہ عہد کیا کہ ہم تین افراد ان تین افراد یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن ابی طالب، معاویہ ابن ابوسفیان، اور عمرو بن العاص کو قتل کرکے اصل قضیہ ہی پاک کر دیں (کہ انہی لوگوں کی وجہ سے یہ خلفشار برپا ہوا ہے) تاکہ مسلمانوں کو ان جھگڑوں اور آئے دن کے قضیوں سے نجات حاصل ہو جائے، چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برک نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور عمرو بن بکیر نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے پر عہد کیا کہ ان تینوں کو ایک ہی رات میں یکم رمضان المبارک یا ۱۱ رمضان یا ۱۷ رمضان کو قتل کر دینگے اور یہ تینوں بدبخت ان شہروں کو روانہ ہوگئے جہاں جہاں ان کو اپنے اپنے نامزد کردہ شخص کو قتل کرنا تھا۔ ان میں سب سے پہلے ابن ملجم کوفہ میں پہنچا۔ اس نے وہاں پہنچ کر دوسرے خوارج سے رابطہ قائم کرکے اپنا ارادہ ان پر ظاہر کیا کہ وہ ۱۷ رمضان ۴۰ ھ جمعہ کی شب میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کردیگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت:۔

۱۷ رمضان المبارک ۴۰ ھ کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی الصبح بیدار ہوکر اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ رات میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی ہے کہ آپ کی امت نے میرے ساتھ کج روی اختیار کی ہے اور اس نے سخت نزاع برپا کر دیا ہے، آپ نے اس کے جواب میں مجھ سے فرمایا کہ تم اللہ سے دعا کرو چنانچہ میں نے بارگاہ رب العزت میں اس طرح دعا کی کہ الٰہی! مجھے تو ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے اور میرے بجائے ان لوگوں کا ایسے شخص سے واسطہ ڈال جو مجھ سے بد تر

ہو۔" ابھی آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ اتنے میں ابن نباح موذن نے آکر آواز دی الصلوٰۃ الصلوٰۃ! چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھانے کے لئے گھر سے چلے راستے میں آپ لوگوں کو نماز کے لئے آواز دے دے کر جگاتے جاتے تھی کہ اتنے میں ابن ملجم سے سامنا ہوا اور اس نے اچانک آپ پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا۔ وار اتنا شدید تھا کہ آپ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جاکر ٹھہری اتنی دیر میں چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور قاتل کو پکڑلیا۔

یہ زخم بہت کاری تھا پھر بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمع و ہفتہ تک بقید حیات رہے مگر اتوار کی شب میں آپ کی روح بارگاہ قدس میں پرواز کر گئی۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو غسل دیا، امام حسن رضی اللہ عنہ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور دارا الامارت کوفہ میں رات کے وقت آپ کو دفن کر دیا ابن ملجم کے جسے گرفتار کیا جاچکا تھا جسم کے ٹکڑے کرکے ایک ٹوکرے میں رکھ کر آگ لگا دی اور وہ جل کر خاکستر ہوگیا۔

مندرجہ بالا واقعات ابن سعد نے (طبقات) میں لکھے ہیں اور میں نے ان کو مختصراً" بیان کیا ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں تفصیلی واقعات لکھنے کی گنجائش نہیں تھی، دوسرے یہ کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو خاموش رہو خواہ ان سے قتل ہی کیوں نہ سرزد ہو جائے۔ (اس لئے یہاں کسی قسم کی تنقید یا تبصرہ نہیں کیا گیا ہے)۔

سدی کا بیان ہے کہ ابن ملجم ایک خارجیہ عورت پر عاشق ہوگیا تھا اس کا نام قطام تھا، اس نے اپنا مہر تین ہزار درہم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتل رکھا تھا۔

شاعر فرزوق تمیمی نے ان اشعار میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فلم ار مهرا ساقه ذو سماحة — كمهر قطام من فصيح واعجم
ایسا مہر کسی جوانمرد نے نہیں سنا ہوگا — جیسا کے قطام کا..... کہ عجیب تھا

ثلثة الاف وعبد و قينة — وضرب على بالحسام المصمم
یعنی تین ہزار درہم، ایک غلام اور — شمشیر براں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قتل

فلا فهو اعلى من على ولن غلا — ولا قتل الا قتل ابن ملجم
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے گراں قدر مہر اور کونسا مہر ہو سکتا ہے اور نہ ابن ملجم کے قتل سے

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

بڑھ کر قتل ہو سکتا ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار:۔

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کی قبر شریف کو اس لئے ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ کہیں بدبخت خارجی اس کی بھی بی حرمتی نہ کریں۔ شریک کہتے ہیں کہ آپ کے فرزند امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے جسد مبارک کو دارالامارۃ کوفہ سے مدینہ منورہ منتقل کر دیا تھا۔ مبرد نے محمد بن حبیب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل ہونے والی پہلی نعش حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی۔ ابن عساکر سعید بن عبد العزیز سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہ شہید ہوگئے تو آپ کے جسد مبارک کو مدینہ منورہ لیجانے لگے تاکہ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے اقدس میں دفن کریں۔ نعش ایک اونٹ پر رکھی ہوئی تھی رات کا وقت تھا وہ اونٹ راستہ میں کسی طرف کو بھاگ گیا اور اس کا پتہ نہیں چلا اسی واسطے اہل عراق کہتے ہیں کہ آپ بادلوں میں تشریف فرما ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ تلاش و جستجو کے بعد وہ اونٹ سرزمین بنو طے میں مل گیا اور آپ کی نعش کو اسی سرزمین میں دفن کر دیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف:۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ کی عمر میں اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں شہادت کے وقت (۱۷ رمضان المبارک ۴۰ ھ) آپ کی عمر ۶۳ سال تھی بعض چونسٹھ ۶۴ بتاتے ہیں، کچھ ۶۵ سال اور کچھ ۵۷ سال اور بعض ۵۸ سال کہتے ہیں۔ جب آپ کی شہادت واقع ہوئی تو اس وقت آپ کی باندیوں کے تعداد انیس تھی۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعات آپ کے فیصلے اور اقوال

بطور اختصار

سعد بن منصور کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے یہ توفیق بخشی کہ ہمارے مخالفین ہم سے مسئلہ دریافت کرتے ہیں' معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے دریافت کرایا کہ خنثیٰ مشکل کی میراث کا کیا حکم ہے؟ میں نے لکھ بھیجا کہ اس کی پیشاب گاہ کی ہیت سے میراث کا حکم جاری ہو گا (یعنی اگر اس کی پیشاب کی جگہ مردوں سے مشابہ ہے تو وہ مردوں میں اور اگر عورتوں سے مشابہت ہے تو عورتوں میں محسوب کیا جائے گا)۔ ہشیم نے مغیرہ سے بھی اس طرح روایت کی ہے۔

خلافت حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ:۔

ابن عساکر نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکواء رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر آپ سے یہ دریافت کیا کہ آپ ہمیں یہ بتلائیے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہوگے' یہ بات کہاں تک سچ ہے کیونکہ آپ سے زیادہ اس معاملہ میں صحیح بات اور کون کہہ سکتا ہے آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا جب میں نے آپ کی نبوت کی سب سے پہلے تصدیق کی تو اب آپ پر جھوٹ کیوں تراشوں' اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کیا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کیوں کھڑا ہونے دیتا۔ میں ان دونوں کو قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا کوئی بھی نہ ہوتا۔ یہ تو سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دفعتاً" نہ کسی نے قتل کیا اور نہ

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

آپ نے یکایک انتقال فرمایا بلکہ آپ چند روز مرض الموت میں مبتلا رہے اور جب آپ کی بیماری نے شدت اختیار کی اور مؤذن نے آپ کو نماز (پڑھانے) کے لئے حسب معمول بلایا تو پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور آپ نے بموجب حکم کے نماز پڑھائی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمایا اس عرصہ میں ایک بار جب آپ کی ازواج مطہرات میں سے ایک نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنا چاہا تو آپ کو غصہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے کی عورتیں ہو! جاؤ ابوبکر ہی کو کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ہم نے اپنے معاملات میں (دربارہ خلافت) غور کیا اور پھر اسی شخص کو اپنی دنیا کے واسطے بھی اختیار کرلیا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین (امامت) کے لئے منتخب فرمایا تھا کیونکہ نماز دین کی اصل ہے اور حضور دین اور دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے۔ لہٰذا ہم سب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کرلی اور سچی بات بھی یہی ہے کہ آپ ہی اس کے اہل بھی تھے۔ اسی واسطے آپ کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا ورنہ کسی نے آپ کی خلافت سے سرگردانی کی، میں نے بھی اسی بنا پر آپ کا حق ادا کیا اور آپ کی اطاعت کی۔ میں نے آپ کے لشکر میں شریک ہوکر کافروں سے جنگ کی مال غنیمت اور بیت المال سے آپ نے جو دے دیا وہ بخوشی قبول کرلیا اور جہاں کہیں آپ نے مجھے جنگ کیلئے بھیجا میں گیا اور دل کھول کر لڑا یہاں تک کہ ان کے حکم سے شرعی سزائیں بھی دیں (حد جاری کی) اور جب آپ کا وصال ہوگیا تو آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ بناگئے اور وہ خلیفہ اول کے بہترین جانشین اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا ہوئی تو ہم نے ان کے ہاتھ پر بھی بیعت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے پر بھی کسی شخص نے مطلق اختلاف نہیں کیا اور نہ کوئی کسی کی نقصان رسانی کے درپے ہوا اور یقینی طور پر کوئی فرد بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت سے بیزار نہیں ہوا۔ پہلے کی طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی میں نے حقوق ادا کئے اور ان کی مکمل طور پر اطاعت کی۔ جو کچھ مجھے انھوں نے دیا میں نے لے لیا۔ انھوں نے مجھے جنگوں میں بھیجا جہاں میں نے دشمنوں سے مقابلے کئے اور آپ کے عہد میں بھی اپنے کوڑوں سے مجرموں کو سزا دی۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد:-

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی وقت انتقال قریب آیا تو اس وقت میں نے اپنے دل میں غور کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی قرابت' اسلام لانے میں اپنی سبقت اپنے اعمال اور اپنی بعض دیگر فضیلتوں کی جانب غور کیا تو مجھے خیال ضرور پیدا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب میری خلافت میں اعتراض نہیں کریں گے لیکن شاید حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خوف دامن گیر ہوا کہ وہ کہیں ایسا خلیفہ نامزد نہ کردیں جس کے اعمال کا خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قبر میں جواب دینا پڑے۔ اس خیال کے پیش نظر انھوں نے اپنی اولاد کو بھی نظر انداز کر دیا اور خلافت کے لئے نامزد نہیں فرمایا۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کسی کو خلیفہ بناتے تو لازمی طور پر اپنے بیٹے کو خلیفہ بناتے لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ چھ قریشیوں کے سپرد کر دیا جن میں ایک میں بھی تھا۔ جب ان چھ ارکان نے انتخاب خلیفہ کے لئے مجلس طلب کی تو مجھے خیال آیا کہ اب خلافت کا بار میرے کندھوں پر رکھ دیا جائے گا اور یہ مجلس میرے برابر کسی دوسرے کو حیثیت نہیں دے گی۔ اور مجھے ہی خلیفہ منتخب کریگی۔ اس کے بعد عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف ہم نے سب سے وعدہ لیا کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے جس کو خلیفہ مقرر کر دے ہم سب اس کی اطاعت کریں گے اور اس کے احکام کو برضا ورغبت بجالائیں گے۔ اس کے بعد عبد الرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عوف نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر خود بیعت کی اس وقت میں نے سوچا کہ میری اطاعت میری بیعت پر غالب آگئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا تھا وہ (اصل میں) دوسرے کی بیعت کے لئے تھا۔ بہر حال میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بھی بیعت کرلی اور خلفائے سابقین کی طرح ان کی اطاعت و فرمان پذیری کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حقوق ادا کئے' ان کی قیادت میں جنگیں لڑیں' ان کے عطیات کو قبول کیا اور شرعی سزائیں بھی دیں۔ پھر مجھے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد خیال ہوا کہ وہ دونوں خلیفہ جن سے میں نے لفظ بالصلوۃ کے ساتھ بیعت کی تھی انتقال فرما چکے اور جن کے لے مجھ سے وعد لیا گیا تھا وہ بھی اب رخصت ہوگئے پس یہ سوچ کر میں نے بیعت لینا شروع کردی چنانچہ مجھ سے اہل حرمین شریفین (مکہ اور مدینہ) کے باشندوں نے اور ان دو شہروں (بصرہ اور

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

کوفہ) کے باشندوں نے بیعت کرلی اب خلافت کے لئے میرے مقابلہ میں وہ شخص کھڑا ہوا ہے جو قرابت علم اور سبقت اسلام میں میرے برابر ہو ہی نہیں سکتا۔ اور میں ہر طرح اس شخص کے مقابلہ میں خلافت کا زیادہ مستحق ہوں۔

توکل علی اللہ:۔

ابو نعیمؒ نے جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مقدمہ فیصلہ کے لئے آیا' آپ اس کی سماعت کے لئے ایک دیوار کے نیچے بیٹھ گئے' ایک شخص نے عرض کیا کہ جناب والا یہ دیوار گراہی چاہتی ہے۔ (آپ یہاں سے اٹھ جایئے) آپ نے فرمایا تم اپنا کام کرو میری حفاظت کرنے والا میرا خدا ہے چنانچہ آپ نے مقدمہ سنا اور فیصلہ سناکر جب آپ وہاں سے اٹھ گئے تو دیوار گر پڑی۔

جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ میں نے خطبہ میں آپ کو فرماتے سنا ہے کہ "اے اللہ ہم کو ویسی ہی صلاحیت عطا فرما جیسی تو نے ہدایت یاب خلفائے راشدین کو عطا فرمائی تھی۔" ازراہ کرم مجھے ان ہدایت یاب خلفائے راشدین کے نام بتادیں' یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوگئے اور فرمایا میرے دوست ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ان میں سے ہر ایک امام ہدیٰ اور شیخ الاسلام تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وہ دونوں قریش کے مقتدیٰ تھے۔ جس شخص نے ان کی پیروی کی وہ اللہ تعالیٰ کی جماعت میں داخل ہوگیا۔'

عبدالرزاق نے حجرا لمدری کی زبانی لکھا ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز فرمایا کہ اگر کوئی شخص تمہیں حکم دے کہ مجھ پر لعنت بھیجو تو تم کیا کرو گے' میں نے عرض کیا کیا ایسا بھی ہونے والا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ایسا بھی ہوگا۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ایسی صورت میں مجھے کیا کرنا چاہیے آپ نے فرمایا کہ تم لعنت بھیجو (یعنی اس کام پر لعنت بھیجو) اور مجھ سے جدا نہ ہونا' چند ہی سال اس بات کو گزرے تھے کہ محمد بن یوسف (برادر حجاج بن یوسف ثقفی) نے جو یمن کا حاکم تھا حکم دیا کہ (حضرت) علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعنت بھیجی جائے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ امیر یمن حکم دیتا ہے کہ ہم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لعنت کریں لہٰذا تم اس پر (حاکم یمن پر) لعنت بھیجو کہ خدا اس پر لعنت کرے' میری اس بات

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

کو ایک شخص کے سوا کوئی اور نہ سمجھ سکا (کہ میں نے اصل میں حاکم یمن پر لعنت بھیجنے کو کہا ہے)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بد دعا کا اثر!:۔

طبرانی اور ابو نعیم نے زاذان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ فرمایا ایک شخص نے آپ کی اس بات کو جھٹلایا تو آپ نے فرمایا اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے لئے بددعا کروں' اس نے کہا ضرور بد دعا کیجئے! چنانچہ آپ نے اسی وقت اس کے لئے بددعا کی ابھی وہ شخص اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہوگیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے:۔

زربن جیش کہتے ہیں کہ دو شخص صبح کے وقت کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں' اتنے میں ادھر سے ایک شخص گزرا اس نے سلام علیک کہا انھوں نے اس کو بھی اپنے ساتھ کھانے پر بٹھالیا اور تینوں نے وہ تمام آٹھ روٹیاں کھالیں اس تیسرے شخص نے جاتے وقت آٹھ درہم ان دونوں کو دیئے اور کہا کہ میں نے تمھارے ساتھ کھانا کھایا ہے یہ اس کی قیمت ہے۔ تم دونوں اس کو آپس میں تقسیم کرلینا' ان دونوں میں اس رقم کی تقسیم پر جھگڑا ہوگیا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ درہم لوں گا اور تین درہم تمھارے ہیں کہ تمھاری صرف تین روٹیاں تھیں لیکن تین روٹیوں والے نے کہا کہ یہ روٹیوں کی تعداد کا معاملہ نہیں ہے رقم نصف نصف تقسیم کرنا ہوگی یہ دونوں یہ قضیہ لیکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے مقدمہ سنکر تین روٹی والے سے کہا کہ تمھارا ساتھی جو کچھ کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہے اس کو قبول کرلو کیونکہ اس کی روٹیاں زیادہ تھیں اور تم اپنے حصہ کے تین درہم لے لو' یہ سن کر تین روٹیوں والے نے کہا کہ میں اس غیر منصفانہ فیصلہ پر راضی نہیں ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ فیصلہ غیر منصفانہ نہیں ہے ورنہ تم کو ایک درہم اور تمھارے دوسرے ساتھی کو سات درہم ملیں گے یہ سن کر اس شخص نے کہا سبحان اللہ یہ کیا فیصلہ ہوا

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

آپ مجھے سمجھا دیجئے۔ پس حضرت علی نے فرمایا کہ آٹھ روٹیوں کے چوبیں ٹکڑے تم تین آدمیوں نے کھائے لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ کس نے کم کھائے اور کس نے زیادہ اس لئے اپنی روتیوں کے برابر حصے کرلو پس تمھاری تین روٹیوں کے نو ٹکروں میں سے تم نے آٹھ ٹکڑے کھائے اور تمھارا صرف ایک ٹکڑا باقی بچا اور تمھارے ساتھی کی پانچ روٹیوں کے ۱۵ ٹکڑے ہوئے جس میں سے اس نے بھی منجملہ ان چوبیں ٹکڑوں سے صرف آٹھ ٹکڑے کھائے اور اس کے سات ٹکڑے باقی بچے۔ اس طرح مہمان نے تمھاری روٹیوں سے صرف ایک ٹکڑا اور تمھارے ساتھی کی روٹیوں سے سات ٹکڑے کھائے اس لئے تم کو ایک ٹکڑے کے عوض ایک درہم اور تمھارے ساتھی کو سات ٹکڑوں کے عوض سات درہم ملنا چاہئیں۔ تفصیل سننے کے بعد اس جھگڑنے والے شخص نے آپ کے فیصلے کو قبول کرلیا۔

ابن ابی شیبہ نے بحوالہ عطا لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک مرتبہ ایک شخص پر دو شخصوں نے چوری کی گواہی دی آپ نے تفتیش حال فرمائی اور فرمایا کہ میں جھوٹے گواہوں کو سخت سزا دوں گا اور جب کبھی میرے پاس جھوٹے گواہ آئے ہیں میں نے ان کو سخت سزائیں دی ہیں پھر آپ نے ان دونوں گواہوں کو شہادت کے لئے طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی فرار ہو چکے ہیں، پس آپ نے ملزم کو بری کر دیا۔

عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص اپنے ایک ساتھی کے ساتھ حاضر ہوا اور کہا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ خواب میں نے تیری ماں کے ساتھ زنا کیا ہے آپ نے فیصلہ کیا کہ جاؤ اس شخص کو دھوپ میں کھڑا کرو (جس نے خواب میں زنا کیا ہے) اور اس کے سائے کے کوڑے مارو (مطلب یہ کہ یہ شخص مستوجب سزا نہیں ہے)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہر:۔

ابن عساکر نے بحوالہ جعفر بن محمد لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگشتری چاندی کی تھی اور اس پر نعم القادر اللہ تحریر تھا لیکن عمر بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کی مہر کی عبارت الملک للہ تھی۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اقوال!:۔

مدائنی کہتے ہیں کہ کوفہ میں قیام کے زمانے میں دشمندان عرب میں سے ایک شخص نے آپ کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المومنین! بخدا آپ نے تو مسند خلافت پر متمکن ہوکر اسے زینت بخشی اور آپ نے درجہ خلافت کو بلند کیا لیکن خلافت نے آپ کو بلند و بالا نہیں کیا۔ درحقیقت یہ خلافت آپ ہی جیسی شخصیت کی محتاج تھی۔

مدائنی مجمع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المال میں جھاڑو دیتے (تمام مال مسلمانوں میں تقسیم فرما دیتے) پھر نماز پڑھتے تاکہ بیت المال اس بات کی گواہی دے کہ آپ نے وہاں مسلمانوں سے بچاکر مال کو جمع نہیں کیا۔

عربی زبان کی قواعد:۔

ابو القاسم زجاجی امالیہ میں چند راویوں کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ ابی الاسود نے اپنے والد سے بیان کیا ہے کہ میں ایک روز حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو گردن جھکائے کچھ سوچتے ہوئی دیکھا یہ دیکھ کر میں نے کہا اے امیر المومنین آپ کیا سوچ رہے ہیں اور کس فکر میں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ تمھارے شہر میں لغات کے اندر تغیر و تبدل کیا جارہا ہے! اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ عربی زبان کے کچھ اصول و قواعد منضبط و مرتب کردوں تاکہ زبان کی حیثیت برقرار رہے۔ میں نے کہا کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم پر بڑا احسان ہوگا اور آپ کے بعد وہ اصول ہمیشہ قائم و باقی رہیں گے' اس واقعہ ے تین روز کے بعد میں پھر حاضر خدمت ہوا تب آپ نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے ڈال دیا۔ اس میں تسمیہ کے بعد لکھا تھا کہ:۔

"کلام کی تین قسمیں ہیں' اسم' فعل' حرف۔ اسم وہ ہے جو اپنے مسمی کی نشاندہی کرے' فعل وہ ہے جو اس کی حرکت کو ظاہر کرے اور حرف وہ ہے جو اسم و فعل تو نہ ہو لیکن ظہور معنی میں مدد دے"

پھر فرمایا تم اپنی معلومات کے ذریعہ اس میں اضافہ کرسکتے ہو' اس کے بعد فرمایا کہ اے

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

ابی الاسود! ہر چیز کی تین حالتیں ہوتی ہیں، ظاہری، باطنی (پوشیدہ) اور درمیانی (جو نہ ظاہر ہو اور نہ پوشیدہ) اس تیسری حالت پر علماء نے تفصیل سے بہت کچھ لکھا ہے، آپ سے یہ تفصیل سن کر میں گھر واپس آیا اور میں نے حروف کی اقسام سے حروف نصب (ناصبہ) ان۔ ان۔ لیت۔ لعل۔ کان لکھ کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ ملاحظ فرما کر آپ نے فرمایا! تم نے حروف ناصبہ میں لکن کیوں نہیں لکھا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے لکن کو ان میں شمار نہیں کیا، ارشاد ہوا کہ اس کا اضافہ کرو، لکن بھی حروف ناصبہ میں شامل ہے۔

ابن عساکرؒ نے ربیعہ بن ناجد کی زبانی لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لوگو! تم شہد کی مکھیوں کی طرح بن جاؤ اگرچہ دوسرے پرندے ان شہد کی مکھیوں کو حقیر جانتے ہیں لیکن اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ انکے پیٹ میں بڑی برکت والی چیز پنہاں کر دی ہے تو وہ ان کو ہرگز حقیر نہ جانتے! اس لئے اے لوگوں اپنی زبان اور جسم میں اتحاد پیدا کرو اور اعمال و قلوب میں مفارقت روانہ رکھو کیونکہ قیامت میں انسان کو اسی چیز کا بدلہ ملے گا جو اس نے کیا ہے اور قیامت کے دن وہ اسی کے ساتھ محشور ہو گا جس سے اس کو دنیا میں محبت تھی۔

عمل صالح کی ترغیب:۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ کام کرو جو بارگاہ الٰہی میں قبول ہو اور عمل صالح کرنے میں زیادہ سے زیادہ سعی کرو کیونکہ عمل صالح بغیر تقویٰ قابل قبول نہیں ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جس عمل میں خلوص نہ ہو وہ کیسے قابل قبول ہو سکتا ہے۔

صاحبان علم کی حالت:۔

یحییٰ بن جعدہ کا بیان ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا، اے حاملین قرآن! قرآن پر عمل بھی کرو اس لئے کہ عالم وہی شخص ہے جو علم پر عمل بھی کرئے اور اپنے عمل کو علم کے مطابق بنائے، وہ وقت قریب ہے کہ ایسے لوگ بھی پیدا ہوں گے جو علم تو حاصل کریں گے۔ لیکن ان کا علم ان کے حلقوم کے نیچے نہیں اترے گا اور ان کا باطن ان کے ظاہر

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

کے مخالف ہوگا' ان کا عمل ان کے علم سے بالکل متضاد ہوگا۔ وہ حلقہ باندھ کر بیٹھیں گے اور ایک دوسرے پر فخرو مباہات کریں گے اور نوبت یہاں تک پہنچے گی کہ ایک شخص اپنے پاس بیٹھنے والے پر محض اس کے برابر بیٹھنے پر غصہ ہوگا اور کہے گا کہ وہ اس کے برابر سے اٹھ کر دوسری جگہ بیٹھے۔ ان لوگوں کے اعمال ان کی مجلسوں سے خدا تک نہیں پہنچے گے۔

آپ نے فرمایا کہ امر خیر پر توفیق (اگر حاصل ہو جائے تو) بہترین رہبر ہے' خوش اخلاقی بہترین دوست ہے۔ عقل و شعور بہترین ساتھی ہیں۔ ادب بہترین میراث ہے۔ اندوہ و غم اصل میں تکبر سے بھی زیادہ بدتر ہیں۔

قدر کی تعریف:۔

حارث کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسئلہ قدر کی وضاحت کے بارے میں استدعا کی' آپ نے جواب میں فرمایا قدر وہ تاریک راستہ ہے جس پر چلنا ممکن نہیں' اس کے دوبارہ دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا مسئلہ قدر بہت گہرا سمندر ہے اس میں غوطہ نہ لگاؤ۔ (اس میں نہ گھسو) کیونکہ تم مسئلہ قدر کا وجدان نہیں کر سکو گے' اس نے ایک بار پھر اسی بات کو دوہرایا! تو آپ نے فرمایا مسئلہ قدر ایک سر الٰہی ہے جو تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے اس کی تفتیش مت کرو۔ مگر اس شخص نے پھر اس کی وضاحت پر اصرار کیا تو آپ نے فرمایا اچھا تم یہ بتاؤ کہ خالق ارض و سما نے تم کو اپنی مرضی کے مطابق پیدا کیا یا تمہاری مرضی کے مطابق؟ اس شخص نے کہا کہ جس طرح اس نے چاہا اس طرح اس نے پیدا کیا اس پر آپ نے فرمایا تو پھر جس طرح وہ چاہے گا تم کو استعمال بھی کریگا۔ (یہی قدر ہے)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رنج و مصیبت بھی ایک مقام پر پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں اور جب کسی پر مصیبت پڑتی ہے تو وہ اپنی انتہا تک ضرور پہنچ کر رہتی ہے لہٰذا عاقل کو چاہیے کہ جب اس پر کوئی مصیبت آئے تو اس کے دفعیہ کی کوشش نہ کرے یہاں تک کہ اس کی مدت گزر جائے ورنہ اختتام مدت سے پہلے دفعیہ کی تدابیر اپنے ساتھ اور مصیبتیں لیکر آتی ہیں۔ ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ سخاوت کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا بغیر طلب کے کچھ دینا سخاوت ہے اور مانگنے والے کو دینا بخشش اور دادودہش ہے۔

ایک ایسا شخص آپ کی خدمت میں آیا جو پہلے کبھی کسی دودراز مقام پر آپ کی مذمت

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

میں کچھ کہہ چکا تھا' اب اس نے آتے ہی آپ کی تعریف بہت مبالغہ کے ساتھ کرنا شروع کی' آپ نے اس سے فرمایا میں ایسا تو نہیں ہوں جیسی تم تعریف کر رہے ہو' ہاں جو کچھ میرے متعلق تمھارے دل میں ہے میں اس سے زیادہ (برا) ہوں۔

معصیت کی سزا:۔

آپ نے فرمایا کہ معصیت کی سزا یہ ہے کہ عبادت میں سستی پیدا ہو جاتی ہے' معیشت میں تنگی اور لذت وخط میں کمی آجاتی ہے' حلال کی خواہش اس شخص میں پیدا ہوتی ہے جو حرام کی کمائی چھوڑ دینے کی مکمل اور بھرپور کوشش کرتا ہے۔

علی بن ربیعہؒ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا اس وقت آپ غصہ کی حالت میں بیٹھے تھے' اس نے آپ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی اس حالت کو برقرار رکھے آپ نے جواب میں اس سے کہا کہ تیرے سینے پر (یعنی تیری یہ آرزو پوری نہیں ہوگی)۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شاعری:۔

شعبی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں حضرات شاعر تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی شعر و شاعری کرتے تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تینوں حضرات سے زیادہ اچھے اشعار کہا کرتے تھے۔ (تینوں حضرات سے زیادہ اچھے شاعر تھے) .نبیط الا شجعی نے آپ کے یہ اشعار پیش کئے ہیں

اذا اشتملت علی الیا س القلوب وضا ق لما بہا لصدرا لرجیب
جب دلوں کو مایوسی گھیر لیتی ہے اور کشادہ سینہ اس کی وجہ سے تنگ ہو جاتا ہے

وا وطنتا لمکا رہوا لھما نت وا رست فی اما کنھا الکروب
اور مصیبتیں (سینے کو) وطن بناکر مطمئن ہو جاتی ہیں اور ان (سینوں میں) تکلیفیں لنگرانداز ہو جاتی ہیں

ولم یرلا نکشا فا الضر وجہ ولا اغنی بحیلۃ الا ریب
اور اس تکلیف کے دور ہونے کی صورت نظر نہیں آتی دانشمند اپنی تدبیر سے کچھ بھی دفعیہ نہ کر سکا۔

اتاک علی قنوط منک غوث یمن بہا للطیف المستجیب

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

اس نا امیدی کے وقت تمھارے پاس ایک فریاد رس آتا ہے جس کے واسطے سے دعا قبول کرنے والا احسان کرتا ہے

وکل حا دثا تا اذا تنا ھتفمو مول بەفرج القریب

جب حوادث زمانہ انتہا کو پہنچ جاتے ہیں تو اس کے بعد کشادگی جلد آجاتی ہے۔

شعبی سے روایت ہے کہ آپ کے پاس ایسا شخص بیٹھا تھا جس کی صحبت وہم نشینی آپ کی طبع پر گراں تھی، اس وقت آپ نے یہ اشعار کہے

ولا تصحب اخا ہ لجبل وایا کوایا ہ فکمن جا ھل اردی حکیما حین اخاہ

جاہلوں کی صحبت مت اختیار کر ان سے بچ بہت سے جاہلوں نے اس دانشمند کو تباہ کر دیا جس نے ان سے دوستی کی

یقا س المرءبا المرءازا ما ھوما شاہ ولشیءمن الشیسیءمقا ئیس اشباہ

دو آدمی جب ساتھ ساتھ چلتے ہیں تو ایک دوسرے پر قیاس کیا جاتا ہے کہ چیزیں ایک دوسرے کے لئے مقیاس اور مشابہ ہوتی ہیں

قیا س النعل با النعل اذا ما ھوما زاہ واللقلب علی القلب دلیل حین یلقاء

اور جوتا دوسرے جوتے سے جب ہی انداز کیا جاتا ہے جب مقابل کیا جائے جب دو دل ملتے ہیں تو ایک دوسرے سے راہ ہوتی ہے

مبرد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار پر یہ اشعار کندہ تھے۔

للنا س حرص علی الدنیا بتبذیر وصفوھا لکممزوج بتکدیر

لوگ دنیا کے بہت ہی زیادہ حریص ہیں حالانکہ اس کی صفا تیرے لئے کدورت سے آمیختہ ہے

کم من تلح علیھا لا نسا عدہ وعا جز نا ل دنیا ہ بتقصیر

بہت سے اس کیلئے مصر ہیں اور دنیا ان کو نہیں ملتی اور بہت سے عاجز کوتاہی کے باوجود دنیا کو حاصل کر گئے

لم یرزقوھا بعقل حین ما رزقوا لکنھم رزقوھا با المقا دیر

جب رزق ملتا ہے تو عقل سے نہیں ملتا ہے بلکہ یہ رزق تقدیر ہی سے حاصل ہوتا ہے

لوکا ن من قوۃ او عن مغا لبۃ طا ر البزا ۃ با رزا ق العصافیر

اگر دنیا غلبہ اور قوت بازو سے ملتی ہوتی۔ تو جرہ باز چڑیوں کی روزی لے اڑتے چڑیاں محروم رہتیں

حمزہ بن حبیب الزیات نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ اشعار بھی کہے تھے۔

ولا تفش سر کا لا الیک　　فا ن لکل نصیح نصیحا "

اپنا راز سوائے اپنی ذات کے کسی پر ظاہر نہ کر　　کہ ہر ایک نیک خواہ کیلئے نیک، خواہ موجود ہے

فا نی رایت غواۃ الرجال　　لا یدعون ادیما صحیحا

اور میں نے بہت سے گمراہ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ کسی کھال کو بھی صحیح نہیں چھوڑتے (رعیب جوئی کرتے ہیں)

وصایائے دم واپسیں:۔

عقبہ بن ابی صہبا کہتے ہیں کہ جب ابن ملجم نے آپ پر تلوار کا وار کیا یعنی جب آپ زخمی ہوگئے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا "بیٹے! میری ان چار باتوں کے ساتھ چار باتیں یاد رکھنا! حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا وہ کیا ہیں فرمایئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا اول یہ کہ سب سے بڑی تونگری عقل کی توانائی ہے، حماقت سے زیادہ کوئی مفلسی اور تندستی نہیں غرور و تکبر سب سے سخت وحشت ہے، اور سب سے عظیم خلق، کرم ہے۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ دوسری چار باتیں بھی فرما دیجئے، آپ نے فرمایا "احمق کی محبت سے بچو، کیونکہ وہ تم کو نفع پہنچانے کا ارادہ کرتا ہے لیکن پہنچ جاتا ہے ضرر، جھوٹے سے پرہیز کرو کیونکہ وہ بعید کو قریب اور قریب کو بعید کر دیتا ہے۔ بخیل سے اعراض کرو کیونکہ وہ تم سے ان چیزوں کو چھٹا دیگا جن کی تم کو احتیاج ہے فاجر سے کنارہ کش رہو کیونکہ وہ تمھیں تھوڑی سی چیز کے بدلے فروخت کر ڈالے گا۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ آپ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ مجھے بتایئے کہ ہمارا رب کب سے ہے، یہ سنکر آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ وہ ایسی ذات نہیں کہ "کبھی نہیں تھا اور پھر ہو گیا"۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور بچگوں اور بیچوں ہے۔ نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ اس کی انتہا ہے، تمام نہایتیں اس سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہیں و ہر انتہاء کی انتہا ہے یہ سن کر وہ یہودی اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

دراج نے قاضی شریح کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین میں شرکت کے لئے تیار ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ کی زرہ کھو گئی ہے جب جنگ ختم ہو گئی اور آپ کوفہ واپس تشریف لائے تو ایک یہودی کے پاس آپ نے اپنی زرہ کو دیکھا آپ نے اس سے فرمایا کہ زرہ تو میری ہے' نہ میں نے اس کو فروخت کیا ہے اور نہ ہبہ کیا ہے پھر یہ تیرے پاس کیسے آگئی' اس نے کہا کہ یہ میری زرہ ہے اور میرے قبضہ میں ہے' آپ نے فرمایا کہ میں قاضی کے یہاں دعویٰ کرتا ہوں چنانچہ آپ قاضی شریح کے پاس آئے اور ان کے برابر بیٹھ گئے اور قاضی شریح سے کہا کہ اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر ہی عدالت میں مخصوص مقام پر کھڑا ہوتا۔ لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہود کو حقیر سمجھا ہے تو تم بھی ان کو حقیر سمجھو'۔

قاضی شریح نے کہا کہ آپ کا دعویٰ کیا ہے' آپ نے فرمایا "یہ زرہ میری ہے اور نہ میں نے اس کو فروخت کیا اور نہ ہبہ کیا۔" پھر قاضی شریح نے یہودی سے پوچھا کہ اس دعویٰ کے بارے میں تمہارا کیا جواب ہے۔ یہودی نے کہا کہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے' قاضی شریح نے کہا کہ امیر المومنین آپ کا کوئی گواہ بھی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں ہیں ایک میرا غلام قنبر اور میرا فرزند حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بات کے گواہ ہیں' کہ زرہ میری ملکیت ہی قاضی شریح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے (مقدمہ میں) نادرست ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اہل جنت کی گواہی نادرست و ناجائز ہے؟ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اہل جنت کے سردار ہیں بات یہاں تک ہی پہنچی تھی کہ اس یہودی نے باآواز بلند کہا کہ اے امیر المومنین آپ مقدمہ کے تصفیہ کے لئے مجھے قاضی کے پاس لے آئے باوجودیکہ آپ امیر المومنین (صاحب اختیار) ہیں اور پھر قاضی نے آپ سے اسی طرح جرح کی جس طرح عام لوگوں سے کی جاتی ہے۔ یہی آپ کے دین کی سچائی ہے۔ بیشک زرہ آپ ہی کی ہے میں مسلمان ہوتا ہوں۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تفسیر قرآن

تفسیر قرآن میں آپ کا کلام بہت ہے ہم نے اپنی تفسیر المسند میں اسانید کے ساتھ اس کو پیش کیا ہے ابن سعد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

بخدا جتنی آیات قرآنی نازل ہوئی ہیں ان سب کا مجھے علم ہے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ وہ کس کے بارے میں اور کہاں اور کس طرح نازل ہوئیں' اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے مجھے قلب سلیم عقل و شعور اور زبان گویا عطا فرمائی ہے۔

ابن سعد وغیرہ نے ابی طفیل کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن شریف کے بارے میں مجھ سے پوچھو! میں ہر آیت کی بابت جانتا ہوں کہ وہ رات کو نازل ہوئی یا دن میں میدان پر اتری یا پہاڑ پر۔ ابن ابی داؤد نے محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کرنے میں جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے کچھ تامل ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں مگر میں نے اس بات کی قسم کھائی ہے کہ جب تک میں قرآن پاک کو اس کی تنزیل کے مطابق جمع نہیں کرلوں گا اس وقت تک سوائے نماز پنجگانہ کے میں اپنی چادر نہیں اڑھوں گا (یعنی اور کسی کام کے لئے مستعدی نہیں کروں گا۔) چنانچہ لوگوں کا خیال ہے کہ آپ نے قرآن پاک کو جمع کیا۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اگر آپ کا جمع کردہ (باعتبار تنزیل) قرآن پاک ہم کو مل جاتا تو ہم کو مزید معلومات حاصل ہو جاتیں'

حواشی

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اشارہ ہے' اس کی صراحت پہلے گزر چکی ہے (مترجم)

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدیع و حکمت ماب اقوال

آپ نے فرمایا زیادہ ہوشیاری دراصل بدگمانی ہے (ابن حبان)۔ محبت دور کے لوگوں کو قریب، عداوت قریب کے لوگوں کو دور کر دیتی ہے۔ ہاتھ جسم سے بہت قریب ہے لیکن گل سڑ جانے پر کاٹ دیا جاتا ہے اور پھر اس کو داغنا پڑتا ہے (ابو نعیم)۔ ہماری یہ پانچ باتیں یاد رکھو۔ (۱) کوئی شخص گناہ کے سوا کسی چیز سے خوفزدہ نہ ہو (۲) صرف اللہ تعالیٰ ہی سے امیدیں اور آرزوئیں وابستہ رکھو (۳) کسی چیز کے سیکھنے میں شرم نہ کرو (۴) عالم کو کسی مسئلہ کی دریافت کرنے پر (جب کہ وہ اس سے کما حقہ واقف نہ ہو) یہ کہنے میں شرم نہیں کرنا چاہیے کہ میں اس مسئلہ سے واقف نہیں (۵) صبر اور ایمان کی مثال سر اور جسم جیسی ہے جب صبر جاتا رہتا ہے تو ایمان رخصت ہو جاتا ہے گویا جب سر اڑ گیا تو جسم کی طاقت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ (سنن ابن منصور)۔

کامل فقیہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور لوگوں کو گناہ کرنے کی ڈھیل نہ دے نیز ان کو عذاب الٰہی سے محفوظ بنانے کا اطمینان نہ دلائے۔ لوگوں کو قرآن حکیم پڑھنے کی طرف مائل کر دے۔ یاد رکھو جس عبادت کی عبادت گزار کو خود خبر نہ ہو اس میں خیر کبھی نہیں ہو سکتا۔ وہ علم نہیں جس کو اچھی طرح سمجھا نہ گیا یہ پڑھنا نہیں کہلاتا۔

جب مجھ سے کچھ دریافت کیا جاتا ہے تو میں یہی کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اس مسئلہ سے ناواقف ہوں پھر اس وقت میرے دل کو ٹھنڈک پہنچتی ہے اور میرا یہ جواب مجھے خود بیحد مرغوب اور پسند ہے۔ (ابن عساکر)

جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے تو اس کو چاہیے کہ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے بھی پسند کرے (ابن عساکر)۔

آپ نے فرمایا کہ یہ سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں (شیطانی حرکات ہیں) (۱) بہت زیادہ غصہ (۲) زیادہ پیاس (۳) جلد جلد جماہی کا آنا (۴) قے آنا (۵) نکسیر پھوٹنا (۶) بول و براز (۷) یاد الٰہی میں نیند کا غلبہ

انار کے دانے کو اس کی جھلی کے ساتھ کھانا چاہیے جو دانوں پر لپٹی ہوتی ہے۔ یہ مقوی معدہ ہے۔ فرماتے ہیں کہ عالم کے سامنے تیرا پڑھنا اور عالم کا تیرے سامنے پڑھنا برابر ہے (حاکم)۔ لوگ ایک ایسا زمانہ بھی دیکھیں گے کہ مومن شخص کو غلام سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا

جائے گا۔ (سعید بن منصور)۔ آپ کی وفات پر ابو الاسود الدئلی نے یہ مرثیہ لکھا تھا۔ (اردو ترجمہ)

۱۔ اے آنکھ خبردار تجھ پر افسوس ہے کہ تو میرا ساتھ نہیں دیتی اور حضرت امیر المومنین پر کیوں نہیں روتی۔

۲۔ ان پر ام کلثوم بھی روتی ہیں اور آنسو بہاتی ہیں، انھوں نے یقین کو پالیا ہے۔

۳۔ خوارج جہاں کہیں بھی ہوں ان سے کہدو کہ ہمارے حاسدوں کی آنکھیں کبھی بھی ٹھنڈی نہیں ہوں گی۔

۴۔ کیا تمہیں رمضان المبارک ہی کے مہینے میں ہم کو غم دینا تھا ایسے شخص کی جدائی سے جو سراپا خیر تھا۔

۵۔ تم نے ایک ایسے شخص کو قتل کر دیا جو تیز اونٹنی پر سوار ہوتا تھا۔ اور ایسے شخص کو غرق کر دیا جو کشتی پر سوار ہوتا تھا۔

۶۔ جو جوتی پہنتا تھا اور جو مثانی اور مبین کا ورد رکھتا تھا۔

۷۔ تمام مناقب واوصاف اس میں موجود تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اس ذات سے محبت فرماتے تھے۔

۸۔ اہل قریش جہاں کہیں ہوں یاد رکھیں کہ وہ دین و نسب میں سب سے بہتر تھے۔

۹۔ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد محترم کا چہرہ جب بھی سامنے آجاتا ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ بدر کامل نکل آیا۔

۱۰۔ ہم ان کی شہادت سے پہلے سمجھتے تھے کہ ہم اپنے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست کو دیکھ رہے ہیں۔

۱۱۔ آنجناب حق قائم رکھنے میں کوتاہی نہیں کرتے تھے اور دوست دشمن کے ساتھ یکساں عدل کرتے تھے

۱۲۔ وہ علم کو چھپانے والے نہیں تھے اور نہ وہ غرور و تکبر لے کر پیدا ہوئے تھے۔

۱۳۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہاتھ سے کھو کر لوگ ایسے ہوگئے جیسے شہر سنین میں شترمرغ مارا مارا پھرتا ہو،

۱۴۔ معاویہ بن صخر کو برا مت کہو کہ خلفا کا بقیہ (ان کی ذات سے) اب بھی ہم میں موجود ہے۔

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

MUHAMMAD RIZWAN (FIKRERAZA 25)

عہد مرتضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وفات پانے والے مشاہیر دین و ملت

آپ کے زمانہ خلافت میں ان مشاہیر نے وفات پائی یا وہ قتل ہوئے (۱) حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن صوحان (۵) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارسی (۶) حضرت ہند ابن ابی ہالہ، (۷) حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۸) حضرت جناب بن الارث (۹) حضرت عمار بن یاسر (۱۰) حضرت سہل بن حنیف (۱۱) حضرت تمیم الداری (۱۲) حضرت خوات بن جبیر (۱۳) حضرت شرجیل بن السمط (۱۴) حضرت ابومیسرہ البدری (۱۵) حضرت صفوان بن عسال (۱۶) حضرت عمرو بن عنبہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) (۱۷) ہشام بن حکیم (۱۸) حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان حضرات کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی وفات پائی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابو طالب ابو محمد، سبط و ریحان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آخری خلیفہ ہیں۔

ابن سعد نے عمران بن سلیمان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) دونوں نام اہل جنت کے ہیں، یہ نام عہد جاہلیت میں کبھی نہیں رکھے گئے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت:۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت نصف ماہ رمضان المبارک ۳ ھ میں ہوئی، آپ نے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور آپ کے حوالہ